23397-اللہ تعالی کے فرمان "فاثرن بہ نقعا" کا معنی

سوال

آیت کریمہ "فاثرن بہ نقعا" کا معنی کیا معنی ہے ؟

اور کیا یہ چار کلمات (ارتفع ، غبار ، فی ، سحب) اس آیت میں پائے جاتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

1-ارتفع ، اور غبار یعنی بلند ہوا اور غبار معنی کے اعتبار سے آیت میں پائے جاتے ہیں ، اور "فی" (میں) نہیں پایا جاتا مگر اس پر معنی دلالت کرتا ہے کیونکہ غبار اوپر تو ھواء میں ہی اٹھتا ہے ، اور سحب کا لفظ نہ تو لفظی اعتبار سے اور نہ ہی معنی کے اعتبار سے موجود ہے ۔

2-قرآن مجید میں ارتفع کے بہت سے مرادفات پائے جاتے ہیں جن میں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے :

ا-النش‏ء (پیدا کرنا اور بنانا) جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے :

.{وینشئ السحاب الثقال}.اور بھاری بادلوں کو پیدا کرتا ہے ۔ الرعد (12)

اور اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے :

.{ان ناشئۃ اللیل ھی اشد وطنا واقوم قیلا}. بیشک رات کو اٹھنا دل جمعی کے لیے انتہائی مناسب اور بات کو بہت درست کر دینے والا ہے ۔ المزمل (6) ۔

ب–الحدب : اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{من کل حدب ینسلون}.ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے الانبیاء (96)

ت–العروج : اس کا معنی صعود اور ارتفاع ہے ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ}.جس کی طرف ایک دن میں فرشتے اور روح چڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے ۔ المعارج (4)

ث–الموج : پانی کا پانی سے اونچا ہو جانے کو موج کہا جاتا ہے ۔

اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے :

.{وھی تجری بھم فی موج کالجبال}. وہ کشتی انہیں پہاڑوں جیسی موجوں میں لیے جارہی تھی۔ ھود(42)۔

ج-الربوۃ : اونچی جگہ کو کہتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

.{وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ وآوینا ھما الی ربوۃ ذات قرار ومعین}. ہم نے ابن مریم اور اس کی والدہ کو ایک نشانی بنایا اور ان دونوں کو بلند اور صاف قرار والی اور جاری پانی والی جگہ میں پناہ دی۔ المومنون(50)

ح-النشز : اس کا معنی بھی ارتفاع ہے۔

اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے :

.{یاایھا الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم واذا قیل انشزوا فانشزوا}. اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں ذرا کشادگی پیدا کرو تو تم جگہ کشادہ کردو اللہ تمہیں کشادگی دے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہوجاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہوجاؤ۔ المجادلۃ(11)۔

خ-اور لفظ غبار" کی جگہ پر قرآن مجید میں کوئ اور لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ اس کے معنی میں آتا ہے اور وہ "ھباء" ہے۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا :

.{وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا}.

اور انہوں نے جو عمل کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کردیا۔ الفرقان(23)۔

اور لفظ "السحاب" کے بھی قرآن کریم میں کئ ایک مترادف لفظ وارد ہیں، ان میں کچھ یہ ہیں :

ا-المعصرات : اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا}.

اور ہم نے بدلیوں سے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا۔ النبا(14)۔

ب-المزن : اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

.{اانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون}.

کیا اسے تم نے بادلوں سے اتارا ہے یا کہ ہم برساتے ہیں۔ الواقعۃ(69)۔

3- عمومی شکل میں انواع تفسیر کو شامل ہونے کے اعتبار سے اور عقیدہ کی سلامتی کے اعتبار سے سب سے بہتر اور افضل تفسیر دو ہیں : ایک تو متقدمین میں سے تفسیر طبری اور متاخرین میں سے تفسیر ابن کثیر۔

طبری نے اس آیت ﴿فاثرن به نقعا﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ :

اللہ تعالی کا فرمان ﴿فاثرن به نقعا﴾ اللہ تعالی ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے وادی میں غبار اٹھا دیا ، اور النقع غبار کو کہتے ہیں اور مٹی کو بھی نقع کہا جاتا ہے ۔

اور ﴿به﴾ میں ھا جگہ کے نام سے کنایہ ہے ، اسے ذکر نہیں کیا بلکہ اس سے کنایہ کیا گیا ہے اس لیے کہ یہ معلوم ہے کہ غبار کسی جگہ سے ہی اٹھتا ہے تو اسے ذکر کرنے کی بجائے سامعین کی فہم پر رہنے دیا گیا ۔

اور جس طرح ہم نے کہا ہے اہل تاویل کا بھی قول اسی طرح ہے ۔ تفسیر طبری (30/275-276) ۔

اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ :

﴿فاثرن به نقعا﴾ یعنی گھوڑوں کے معرکے والی جگہ پر غبار ۔

تفسیر ابن کثیر (4/542) ۔

واللہ تعالی اعلم.